لاہور کے تین خاص شمارے

اس وقت ہمارے پیش نظر لاہور کے تین خاص شمارے ہیں جو اس صدی کے عظیم مفسرِ قرآن مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے سانحۂ ارتحال (۱۵ دسمبر ۱۹۹۷ء) کی مناسبت سے ان کے تلامذہ ومنتسبین کی طرف سے خاص نمبروں کی صورت میں شائع کیے گئے ہیں۔ یہ 'اشراق' جنوری / فروری ۱۹۹۸ء، تدبر اپریل ۱۹۹۸ء اور تدبر مکاتیبِ اصلاحی نمبر جولائی ۱۹۹۸ء ہیں۔ بلاشبہ یہ سارے خاص نمبر خاصے کی چیز ہیں اور اربابِ نظر اپنے اپنے ذوق کے لحاظ سے ان سے محظوظ ومستفید ہوتے رہیں گے۔ وطن اور مادرِ علمی سے نسبت کے علاوہ تبصرہ نگار راقم کے لیے ان خاص نمبروں سے دلچسپی تحریکی اور علمی اسباب سے بھی ہے۔

ان نمبروں میں ایک سے زاید مقامات پر مبارزت کے انداز میں کہا گیا ہے کہ آنے والا دور امام فراہی اور امام اصلاحی کا دور ہے۔' اشراق/۹۴۔ نیز یہ کہ بیسویں صدی بلکہ آنے والی ہر صدی فراہی اور اصلاحی کی صدی ہے۔ اشراق/۶۷ ان نمبروں میں 'مولانا اصلاحی کا یہ بیان بھی نوٹ ہے کہ 'جماعت اسلامی اب ایک ماضی کا واقعہ ہے نیز یہ کہ یہ ایک نہایت حقیر سیاسی جماعت ہے جس کے لیے مستقبل نے اپنے دروازے بالکل بند کر لیے ہیں۔ مکاتیب/۸، اسی طرح زیرِ نظر ان شماروں میں تفہیم القرآن پر تدبر قرآن کی فوقیت کا تذکرہ بھی بار بار کیا گیا ہے۔ 'عہد حاضر کے چیلنجوں کا جواب صرف تدبر قرآن میں ہے۔ اشراق/۵۵۔ دوسری جگہ بھی ایسے ہی تفہیم پر تدبر کی برتری کا اظہار ہے۔ اشراق/۵۶-۵۷۔ ان مواقع پر یہ بات لفظوں میں کہی تو نہیں گئی ہے لیکن بین السطور ان کا یہ مفہوم نکلتا ہے کہ امام اصلاحیؒ اور ان کی تفسیر تدبر قرآن کے آجانے کے بعد مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ان کی تفہیم القرآن کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اسی طرح ان کی قائم کردہ جماعت اسلامی اور ان کا تیار کردہ وسیع وعریض لٹریچر اب بالکل بے ثمر اور بے فیض ہے، اس جماعت سے وابستہ افراد ایک بے مصرف کام میں مصروف ہیں اور جو لوگ اس جماعت کا لٹریچر پڑھنے

پڑھانے میں لگے ہیں وہ اپنے وقت اور صلاحیت کا کوئی صحیح استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ اگر اوپر کے بیانات کا یہ مفہوم ہے تو ہم کو بڑے ادب سے کہنا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ مولانا اصلاحی ہمارے گھر کے آدمی ہیں، اور تدبر قرآن سمیت ہم ان کی تحریروں کے دل سے قدر داں ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ مفکر اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی علمی فیض رسانی کا اعتراف ضروری ہے۔ لاریب اپنے بے مثال لٹریچر سے انھوں نے ایک نئے دور کو جنم دیا ہے اور 'آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں'۔ دوسری چیزوں سے ہٹ کر صرف تفہیم القرآن اور تدبر قرآن کے موازنے سے یہ حقیقت مبرہن ہو جاتی ہے۔ تدبر قرآن کی اپنی خصوصیات ہیں جن کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ بات حقیقتِ واقعہ کے خلاف ہے کہ 'عہد حاضر کے چیلنجوں کا جواب صرف تدبر قرآن میں ہے'۔ نئے زمانے، اس کے مسائل اور اس سے ابھرنے والے علم الکلام کے پس منظر میں قرآنی علوم و معارف کی جو اچھوتی اور لاجواب تعبیر و تشریح صاحب تفہیم القرآن نے پیش کی ہے، انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ اس تفسیر کا ایسا امتیاز ہے کہ تدبر قرآن سمیت کوئی دوسری اردو/عربی تفسیر اس میں اس کی شریک اور ہمسر نہیں۔ اس پہلو سے یہ تدبر کی پیش رو بھی ہے اور اس خاص رخ سے تفہیم القرآن کو مولانا ابوالکلام آزادؒ کے شاہ کار 'ترجمان القرآن' پر بھی گوئے سبقت حاصل ہے۔ صاحب تفہیم نے 'مقاماتِ قرآن' کا ذاتی مشاہدہ اور براہِ راست مطالعہ کیا اور جس انداز میں پیش کیا اس کی بدولت ان مقامات سے متعلق قرآن کے بیانات اور استدلال کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ اس شاہ کار تفسیر کا یہ ایسا امتیاز ہے جس کی بلامبالغہ پوری امت کی تفسیری تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اس پہلو سے اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندویؒ کی 'ارض القرآن' پر بھی یہ ایک اضافہ ہے۔ اسی طرح فقہ اور تاریخ و سیرت کی معلومات کے لحاظ سے تدبر قرآن کے مقابلے میں تفہیم القرآن بہت زیادہ مال دار ہے۔ استاذ محترم مولانا سید جلال الدین عمری حفظہ اللہ کے بقول "تدبر قرآن' میں مولانا اصلاحی کا غور و فکر نمایاں ہے اور انھوں نے اس پر بہت وقت صرف کیا ہے۔ لیکن مطالعہ کی وسعت تفہیم القرآن میں زیادہ ہے۔" اس لحاظ سے 'تدبر قرآن' کے بعد بھی 'تفہیم القرآن' کی جگہ برقرار ہے اور امام اصلاحی کی نگارشات